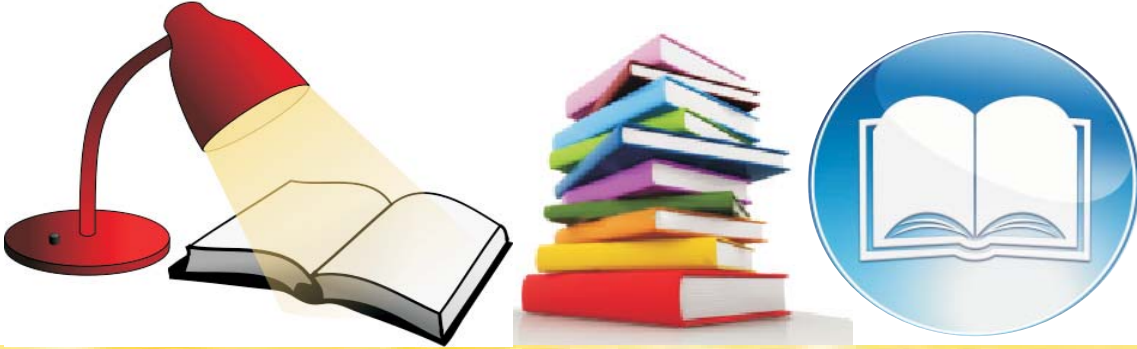


الْوَقْتُ مِنْ ذَهَبٍ لَا يَعُودُ مَا ذَهَبَ

(وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے جو ایک بار گزر گیا دوبارہ آتا نہیں)

مثالی طلبہ



مولانا حبیب الرحمن رشادی

ناشر:

کتاب خانہ نعیمیہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

الْوَقْتُ مِنَ ذَهَبٍ لَا يَعُودُ مَا ذَهَبَ
(وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے جو ایک بار گزر گیا دوبارہ نہیں آتا)

مشالی طلبہ

مؤلف

مولانا حبیب الرحمن رشادی

فاضل دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور

خطیب و امام مسجد گنبد، کین پیٹ بنگلور۔ ۲

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں!

تفصیلات

نام کتاب	: مشالی طلبہ
مؤلف	: مولانا حبیب الرحمن رشادی
اشاعت ثالثہ	: ۱۴۴۲ھ مطابق 2020ء
صفحات	: چالیس-40
تعداد	:
زر حصول	: پینتالیس-45 روپے
کتابت و تزئین	: رشادی ڈی ٹی پی سنٹر بنگلور
باہتمام	: مکتبہ صوت الحراء بنگلور
ناشر	: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تہدیہ

دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور محض ایک تعلیمی ادارہ اور دینی درس گاہ ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان اسلامی قلعہ اور بہترین تربیت گاہ بھی ہے جس نے نہ صرف ہندوستان اور برصغیر بلکہ دیگر ممالک کے بھی بے شمار حاملین قرآن اور حامین اسلام کو پیدا کیا ہے۔ پونی صدی سے اس سرچشمہ علوم و حکم سے ملک و بیرون ملک کے بے شمار طلبہ و متعلمین اور تشنگان دین سیراب ہوتے آرہے ہیں۔ اس منبع الحسنات اور معدن الخیرات سے ہزاروں علما و فضلاء فیض یاب ہو کر اقامت دین اور اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔

میں اپنی **مادر علمی** کی طرف اپنی اس کاوش کو منسوب کرتا ہوں۔

حبیب الرحمن رشادی یکے از فضلاء سبیل

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
4	کلمات جاں فزا	1
5-5	اشاعت ثانیہ 3 اشاعت ثالثہ	2
6-6	سخن اولین 5 وجہ تصنیف	4
7	طالب علم کا مقصد حیات اور اس کی ذمہ داریاں	6
8	وقت اور وقت کی اہمیت	7
9	کیا وقت کی قدر ہمارے پاس ہے؟	8
9	یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے	9
10	پابندی کا فائدہ کیا ہے؟	10
11	چوبیس گھنٹوں کا دستور العمل	11
12	دستور العمل کا مجوزہ نقشہ	12
24	ہفتہ واری اور ماہانہ عمل	13
24	قضائے حاجات و دیگر ضروریات	14
24	آرام، تفریح اور چہل پہل	15
25	درس و مطالعہ میں منہمک طلبہ کیلئے باہر کا ماحول!	16
25	جمعرات اور جمعہ کو کس طرح کام میں لایا جائے؟	17
27	حفاظ طلبہ جب قرآن شریف کی تلاوت کریں	18
27	غیر حفاظ طلبہ جب قرآن مجید پڑھیں	19
28	وہ طلبہ جن کا حفظ ابھی جاری ہے	20
29	درس و اسباق کی پابندی	21
31	اساتذہ اور بزرگوں کی دعا	22
33	استاذ کی غیر موجودگی میں طلبہ کیا کریں؟	23
33	شور و غل نہ کرے!	24
35	باہمی مسابقہ	25
36	امتحان کی تیاری	26
36	چھٹیاں کیسے گزاریں؟	27
37	چھٹیوں میں طلبہ کا اپنے اساتذہ سے ربط	28
38	تعطیل رمضان اور اس کے اعمال	29
40	نئے تقیسی سال کا آغاز	30

کلمات جاں نزا

حضرت مولانا خطیب محمد یوسف صاحب باقویؒ

قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شریعہ کرناٹک دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور۔ ۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا حبیب الرحمن صاحب رشادی مدرس دارالعلوم سبیل الرشاد نے اس رسالہ میں طلبہ کیلئے خصوصاً اور ہر کسی کے لئے عموماً چند نصیحت آموز باتیں لکھی ہیں۔ وقت کی قدر و قیمت، دستور العمل اور نظام الاوقات کی اہمیت پر ماشاء اللہ بہت ہی مؤثر انداز میں لکھے ہیں، چونکہ صاحب رسالہ خود ایک محنتی اور علم آشنا شخصیت ہیں اور تحصیل علم کی دشواریوں اور مشکلات سے خوب واقف ہیں لہذا مولانا نے اپنے رسالہ کا نام ”طلبہ اپنے اوقات کس طرح گزاریں؟“ (مثالی طلبہ) رکھا ہے۔

وقت کی قدر کرنا بہت ضروری ہے، حکومت جاتی ہے اور آتی ہے، پیسہ خرچ ہوتا ہے پھر حاصل ہوتا ہے، صحت جاتی ہے پھر آتی ہے مگر کیا وقت پھر آتا نہیں۔ ہر لمحہ جو گزر جاتا ہے تاقیامت واپس لوٹتا نہیں۔ طلبہ کے اندر جو کوتاہیاں ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کوتاہیوں کو ازالہ کرنے کی بھی ترکیب بتادے ہیں۔

حفاظ اپنے حفظ مکمل کرنے اور طلبہ اپنے علم پختہ کرنے کیلئے عمدہ سے عمدہ طریقے بیان کئے ہیں۔ علم ایک غیر مادی چیز ہے اس کو حاصل کرنے کیلئے غیر مادی طریقہ اختیار کرنا بھی ضروری ہے وہ ہے بزرگوں اور اساتذہ کی دعائیں لینا اور دعا کس طرح ملتی ہے اس کی بھی وضاحت کر دئے ہیں۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب نے عربی سیکھنے کیلئے ”چلو عربی سیکھیں“ کے نام سے ایک اور کتاب بھی لکھی ہے جو بہت ہی آسان اور مفید ہے عربی مدارس کے طلبہ اور جو لوگ عربی سیکھنا چاہتے ہیں ان کیلئے یہ کتاب بہت کارآمد ہوگی۔

اللہ سے دعا ہے کہ صاحب رسالہ کو مزید رسائل اور کتابیں لکھنے کی توفیق عطا کرے۔

فقط خطیب محمد یوسف

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق 22 مئی 2003ء

اشاعت ثانیہ و ثالثہ

مذکورہ کتاب طلبائے مدارس عربیہ کے معمولات، تعلیمی امور اور تعطیلات کے متعلق 2003ء میں لکھی گئی تھی، جسے کافی مفید پایا گیا اور طلبہ نے اس سے خوب استفادہ کیا۔

لیکن ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس کی مزید اشاعت نہ ہو سکی۔ البتہ ”تصانیف رشادی“ کی تکمیلی مرحلہ پر مفید ترمیمات و ضروری اصلاحات کے بعد خامت 24 سے 40 تک بڑھا کر سابق نام تبدیل کر کے ”مثالی طلبہ“ کے نام سے سال 2017 دوبارہ شائع کی گئی۔

پھر اب ہماری جملہ کتابوں کو افادہ تامہ و عامہ کے لئے ویب سائٹ میں ڈالنے کی تیاری میں اس کو بھی شامل کیا گیا اور تصحیح و تنقیح کے بعد اشاعت ثالثہ کو طلبہ کی نذر کیا جا رہا ہے۔

امید کہ ”مثالی طلبہ“ کے نقوش و خطوط پر چل کر طلبہ اپنے شب و روز کو کامیاب گزار کر مثالی طلبہ بن سکیں گے۔

(مؤلف)

سخن اولین

یوں تو سال میں دو ڈھائی ماہ کی چھٹیاں ”عیدالضحیٰ اور عید رمضان کی“ مل ہی جاتی ہیں۔ ہر طالب علم کو ایسی چھٹی سے بڑی دلچسپی ہوتی ہے اور شدت کے ساتھ اس کا انتظار رہتا ہے۔ اگرچہ کچھ طالب علموں میں ان چھٹیوں کو سود مند اور کارآمد بنانے کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔

لیکن دورانِ تعلیم طلبہ اپنے اوقات کس طرح گزاریں؟ ان کا طریقہ خواندگی کیسا ہو؟ ان کا دستور العمل کیا ہو؟ اور ان کے اوقات کی حفاظت کیسے کی جائے؟۔ ظاہر ہے کہ کسی ایک چیز کے بننے کیلئے بیک وقت کئی لوازمات کی ضرورت ہے۔ پھر ان کا استعمال صحیح و منظم طریقے سے ہونا بھی لازمی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک طالب علم کو زیورِ علم سے آراستہ پیراستہ ہونے اور اسکے مستقبل کو روشن و تابناک بنانے کیلئے جہاں جذبہ اور شوق، عزم اور ذوق چاہئے وہیں وقت کا صحیح استعمال اور اس کی حفاظت بھی لازمی ہے، صحیح تعلیم و تربیت کیلئے خاص نظام الاوقات اور بہترین دستور العمل کی بھی سخت ضرورت ہے۔

وجہ تصنیف

لہذا اس ضرورت کے پیش نظر خصوصاً غیر دانستہ طریقہ سے پیدا شدہ بے اعتنائی و بے توجہی، بے اہتمامی و بے رغبتی کو دور کر کے طلبہ میں شعور و بیداری، شوق و دلچسپی پیدا کرنے کیلئے اور ان کے معمولات کی بد نظمی و بے ترتیبی کو ختم کر کے درس و مطالعہ کی فکر اور کامیاب زندگی کی تعمیر کیلئے راقم الحروف نے طلبہ کے چوبیس گھنٹوں پر مشتمل بنام ”طلبہ اپنے اوقات کس طرح گزاریں“ (مثالی طلبہ) ایک منظم دستور العمل اور نظام الاوقات تیار کیا ہے جو کتابی شکل میں طلبہ کی نذر ہے۔ اس دستور العمل میں ایک طالب علم کے مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد آغاز سال سے آخر سال تک یہاں تک کہ دوسرے تعلیمی سال تک اس پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں، درس و تعلیم، اسباق کی پابندی، امتحان کی تیاری، وقت کی قدردانی اور چھٹیاں گزاری پر روشنی ڈالی گئی۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے طلبہ مثالی طلبہ بن سکتے ہیں۔

امید ہے کہ یہ رسالہ طلبہ کے لئے اوقات کی حفاظت اور معمولات پر مداومت کا ذریعہ بنے گا۔ بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ رب کریم راہ علم ہموار کر کے مراحل علم آسان فرما دے۔ آمین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طالب علم کا

مقصد حیات اور اس کی ذمہ داریاں

ایک طالب علم کی زندگی جتنی اہم اور قیمتی ہوتی ہے شاید کسی اور کی ہو۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں دھیرے دھیرے اس کا علم پروان چڑھتا ہے، اس کا باغ حیات چمن زار ہوتا ہے، اس کا مستقبل روشن و تابناک ہوتا ہے، اس کے علمی سفر کا ہر مرحلہ اہم اور ہر لمحہ انمول ہوتا ہے۔ یہی وقت ہے جو اسے پستی سے بلندی کو پہنچاتا ہے۔ نشیب سے فراز اور ٹری سے ٹریا تک لے جاتا ہے اور وقت ہی لافانی دولت اور لازوال نعمت سے اسے سرفراز کرتا ہے۔

یہی طالب علم ہے جو اپنی آراستگی زندگی اور تعمیر حیات کے بعد امت کی قسمت سنوارنے والا ہے، وہی رہبر قوم اور قائد ملت ہے، خدمتِ خلق اس کی ذمہ داری اور اشاعتِ دین اس کا مقصد حیات ہے۔

لیکن اگر یہ طالب علم اپنے زمانہ طالب علمی کو غفلت میں گزار دے، اپنی ذمہ داری سے بے خبر ہو کر مقصد حیات کو فراموش کر بیٹھے تو اسے محرومی ہی کہا جاسکتا ہے۔ لہذا منزل مقصود کو پہنچنے کے لئے اسے پر عزم ہونا ہے۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

وقت اور وقت کی اہمیت

زندگی کا دوسرا نام ہی وقت ہے، سحر کی کرنیں نمودار ہوتی ہیں۔ نئی صبح آتی ہے، آفتاب طلوع ہوتا ہے، ڈھلتا ہے، پھر غروب ہوتا ہے، اس طرح دن پورا ہو جاتا ہے۔ پھر رات آتی ہے ایسے ہی شب و روز کے کروٹ لینے سے ہفتے ہوتے ہیں، مہینے بدلتے ہیں، سال مکمل ہوتا ہے، آخر ایک زمانہ ختم ہو جاتا ہے، ایک عرصہ گزر جاتا ہے۔ برف کی طرح پگھلتی یہ زندگی یکا یک بے نام و نشان ہو کر رہ جاتی ہے۔ فانی زندگی کا یہ روشن چراغ ایک دن اچانک ہمیشہ کے لئے گل ہو جاتا ہے۔ زندگی بے درد ساتھی ہے جو کسی بھی موڑ پر ساتھ چھوڑ سکتی ہے، یہ زمانہ نہ کسی کا وفادار ہوتا ہے، نہ کسی کا انتظار کرتا ہے۔

زمانہ بیک حال رہتا نہیں
گذشتہ زمانہ پھر آتا نہیں

کوئی شخص اگر بلا عذر نماز فجر ترک کر دے، اس کے بعد وہ اس کی قضا بھی کر لے تو کیا وہ شخص گنہگار ہوگا؟ ہاں! لیکن کیوں؟ اس نے تو وہی نماز فجر ادا کی اور سنت کی وہی دو رکعتیں پڑھیں اور فرض کی بھی وہی دو رکعتیں پوری کیں، وہی رکوع ہے، وہی سجدہ ہے، وہی قرأت ہے، وہی قعدہ ہے، وہی تسبیح ہے، وہی قیام ہے، وہی تشہد ہے اور وہی سلام ہے۔ کیونکہ اس نے وقت کی پروا کئے بغیر بے وقت پڑھی!

یہی معاملہ حج کا بھی ہے۔ مثلاً کسی نے نو (۹) ذی الحجہ (یوم عرفہ) کے زوال سے دس (۱۰) ذی الحجہ (یوم نحر کی فجر تک کے درمیان) وقوف عرفہ نہیں کیا، بعد میں وقوف عرفہ کیا تو اس حج ادا نہیں ہوا، فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اب اسے ایک سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔ کیوں؟ اس نے تو وقوف عرفہ کیا ہے، وہی عرفہ ہے،

وہی وقوف ہے، مگر نہیں! کیوں کہ اس نے وقت پر حج کارکن ادا نہیں کیا اور وہ یہ فریضہ انجام دینے میں دیر لگا دی۔

اسی طرح روزمرہ زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مثلاً آٹھ بجے شب بنگلور سے کوکاتا کی ٹرین نکلتی ہے، اب اگر کوئی دس بجے ریل اسٹیشن پر پہنچے تو کیا وہ ٹرین اس کے لئے کھڑی انتظار کرتی رہے گی؟ ہرگز نہیں۔ بروقت علاج نہ ہونے پر، بروقت ایمبولنس نہ پہنچنے پر..... یعنی چند لمحوں کی تاخیر کی وجہ سے مریض کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

عقل مند لوگ وقت کی قیمت جانتے ہیں، وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وقت پر کام کرتے ہیں۔ آپ منٹوں کی حفاظت کیجئے گھنٹوں کی حفاظت ہو جائے گی، آپ لمحوں کو استعمال میں لائیے، مہینوں اور سالوں کے مالک بن جائیں گے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وقت کی اہمیت کیا ہے، وقت کی قدر اور قیمت کیا ہے؟ لیکن

کیا وقت کی قدر ہمارے پاس ہے؟

یقیناً وقت اللہ کی ایک بیش بہا نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وقت اور زمانہ کی قسم کھائی ہے۔ لا پرواہی سے یہ قیمتی وقت ہم ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیسے ہمارا وقت نکلا جا رہا ہے۔ ہمارا مشغلہ ہی کیا ہے؟ بے کاری و فضول گوئی! حالانکہ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو تنگدستی سے پہلے، اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے!

مسٹر آرنلڈ جو علامہ شبلی و علامہ اقبال کے استاد تھے، علی گڑھ میں فلسفہ کے

پروفیسر تھے۔ ان کے وطن تشریف لے جانے کے موقع پر شبلی بھی ساتھ گئے۔ ممبئی میں جہاز پر سوار ہوئے، جب جہاز عدن پہنچ کر آگے بڑھا تو دس مئی کو جہاز کا انجن ٹوٹ گیا۔ جہاز کے ملازمین اور کپتان گھبرائے گھبرائے تدبیریں کر رہے تھے، انجن بالکل بے کار ہو چکا تھا۔ جہاز سست رفتار ہو گیا۔ شبلی فرماتے ہیں کہ میں عین اسی حالت میں بصد اضطراب دوڑا ہوا مسٹر موصوف کے پاس پہنچا، دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے؟ بولے، کہ ہاں: انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے کہا ایسی حالت میں بھی یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے؟ فرمایا، جہاز کو اگر ڈوبنا ہی ہے تو ”یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے“۔ (سوانح شبلی ص ۱۶)

چنانچہ آئیں! آج سے عزم مصمم کر لیں کہ ہم اپنی اس طالب علمی کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو بھی کارآمد و سودمند بنائیں گے۔ ہمہ تن مشغول درس و مطالعہ اور مصروف علم و عمل رہیں گے۔

پابندی کا فائدہ کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشگی اور پابندی کے ساتھ کیا جائے۔ عمل چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اگر اس کو اخلاص و پابندی سے انجام دیا جائے تو جس طرح وہ موجب اجر و ثواب ہوتا ہے اسی طرح وہ باعث خیر و برکت بھی ہوتا ہے۔ اگر مقررہ وقت میں منظم طریقہ سے بڑے سے بڑا کام بھی سرانجام دیا جائے تو نہ اس میں کوئی تکلیف ہوتی ہے نہ کوئی مشقت، نہ ہی کوئی مشکل پیش آتی ہے، نہ کوئی وقت۔

پابندی کا فائدہ کیا ہے؟ پابندی کے بے شمار فائدوں میں سے ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک طالب علم کسی بھی فن کی کوئی کتاب روزانہ ایک ایک صفحہ پڑھے یا

کسی بھی موضوع پر ہر دن ایک ایک صفحہ لکھے تو غیر دانستہ طریقہ سے آسانی مہینے کے آخر خود بہ خود اس کا مکمل ایک کتاب کا مطالعہ ہو جائے گا اور تیس صفحہ پر مشتمل اسکی ایک مستقل ڈائری بن جائے گی۔ تکلیف ہونا تو درکنار اسے احساس تک نہیں ہوگا کہ اتنا عظیم کام اس سے انجام پایا۔ اس طرح پابندی کے ساتھ جب کوئی طالب علم پڑھے لکھے تو سال بھر میں کتنی کتابیں نہیں پڑھ سکتا اور کتنی کاپیاں اس کی تیار نہیں ہو سکتیں؟

مولانا سیالکوٹیؒ امام نوویؒ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ شارح مسلمؒ امام نوویؒ دن رات مطالعہ میں رہتے۔ کیونکہ مختلف علوم میں مختلف استادوں سے ہر روز بارہ بارہ سبق پڑھتے تھے پھر لطف یہ کہ امام نووی نے بایں ہمہ محنت شاقہ کبھی کوئی پھل نہیں کھایا۔ حالانکہ دمشق کے باشندوں کا زیادہ تر گزارہ میوہ جات ہی پر ہے۔ دن رات میں صرف ایک بار نماز عشاء کے بعد کھانا کھاتے۔ (احکام المرام)

اس طلب صحیح و سعی مسلسل کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم شریف کی عمدہ و مشہور ترین شرح رہتی دنیا تک یادگار چھوڑ گئے۔ اپنی اس شرح کی بابت فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کی ہمتیں کوتاہ نہ ہوتیں اور علم کے راغب کم نہ ہو گئے ہوتے تو میں اس شرح کو مبسوط کر کے لکھتا جو سوجلدوں پر جا کر ختم ہوتی۔ (مقدمہ نووی)

چوبیس گھنٹوں کا دستور العمل

ہر طالب علم صبح اٹھنے سے لے کر رات میں سونے تک ۱۶-۱۷ گھنٹوں میں روزمرہ کے معمول کو مثلاً پندرہ حصوں میں بانٹ لے، دن میں تقریباً ایک گھنٹہ، رات میں پانچ چھ گھنٹے آرام کے لئے رکھے۔

اور نیچے دئے گئے مجوزہ نقشہ کے مطابق شوال سے شعبان تک گیارہ قمری مہینوں کے معمولات اپنی (زیر استعمال) کسی مستقل کاپی میں تیار کر لویا کتاب میں

رکھے گئے خالی صفحات (جو ایک سال کیلئے قابل استعمال ہیں، بقیہ سالوں کیلئے اپنی اپنی کاپی اپنے ذمہ لازم التحصیل رہے گی) ہی میں اپنے اپنے مدرسہ کے معمولات درج کر لو اور ذیل کی ہدایات کے مطابق خانے پُر کئے جاؤ۔

- نوشتہ معمول کے مقررہ خانہ میں یہ ص علامت ڈالو، اگر اس پر عمل ہوا ہو۔
- اگر اس پر عمل نہ ہوا تو X یہ نشان لگاؤ۔ ● یہ عمل روزانہ سونے سے پہلے کرو۔
- ہر ماہ کے ختم پر ہر کردہ و نہ کردہ عمل کے خانہ میں اس کی جملہ تعداد درج کرو۔
- اگر نہ کردہ عمل کا خانہ خالی رہے تو۔ یہ نشان لگاؤ۔
- پورا مہینہ کسی بھی عمل کے ناغہ نہ ہونے پر اس مہینہ کی دائیں جانب ☆ اسٹار لگاؤ۔
- ہر دوسرے مہینہ کو پہلے مہینہ سے زیادہ پابند و کارآمد بنانے کی کوشش کرو۔

دستور العمل کا مجوزہ نقشہ (ماہ محرم..... ۱۴۲ھ)

تاریخ	ایام	نماز فجر کیلئے بیداری وادائے فجر	تلاوت قرآن سورہ یسین وادائے اشراق	اعادہ اسباق یوم گذشتہ، حاضری در سگاہ	ادائے ظہر تناول ظہرانہ اور قبولہ	حاضری اسباق	نماز عصر تعلیم فضائل اعمال	تفریح چہل پہل	قبل مغرب ذکر، درود و دعا	ادائے آذائین و تلاوت سورہ و واقعہ	یومیہ نوافل میں ایک پارہ کی تلاوت	طعام شب وادائے عشاء	حلقہ مذاکرہ و تکرار دروس	بعد حلقہ پیشگی مطالعہ و اعادہ آموختہ	تلاوت سورہ ملک و تسبیح فاطمی	باوضو آرام
۱	جمعہ					✓							✓			
۲						✓							✓			
۳						✓							✓			
۴						✓							✓			
۵						✓							✓			
۶						✓							✓			
۷						✓							✓			

		✓						✓							۸
		✓						✓							۹
		✓						✓							۱۰
		✓						✓							۱۱
		✓						✓							۱۲
		✓						✓							۱۳
---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	جمعہ	۱۴
		x						✓							۱۵
		✓						✓							۱۶
		✓						✓							۱۷
		✓						✓							۱۸
		✓						✓							۱۹
		✓						✓							۲۰
---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	جمعہ	۲۱
		x						✓							۲۲
		x						✓							۲۳
		✓						✓							۲۴
		✓						✓							۲۵
		✓						✓							۲۶
		✓						✓							۲۷
---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	---	جمعہ	۲۸
		✓						✓							۲۹
		✓						✓							۳۰
		۲۳						۲۶							مذکورہ عمل
		۳						—							مذکورہ عمل

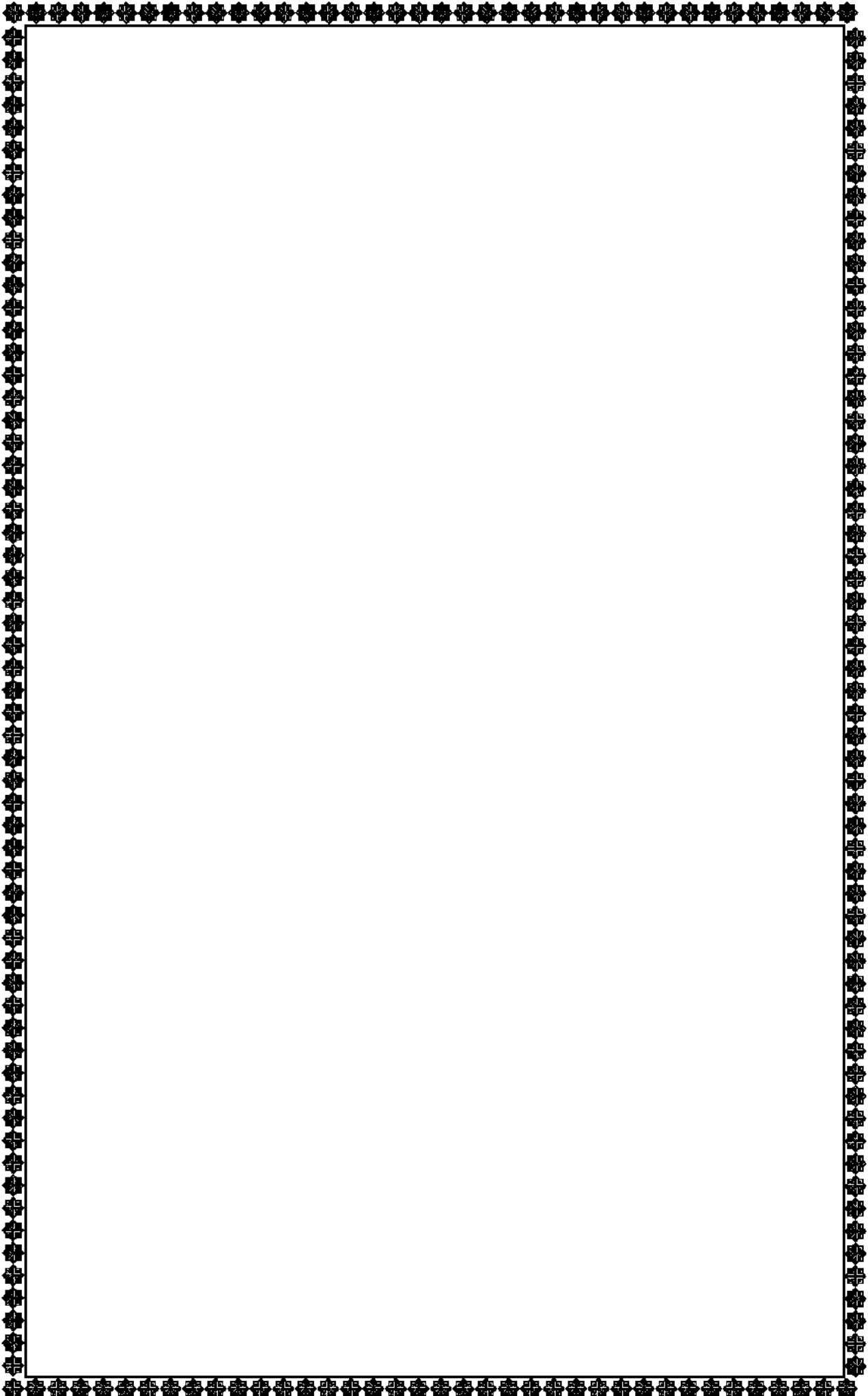
کل ایام غیر حاضری:

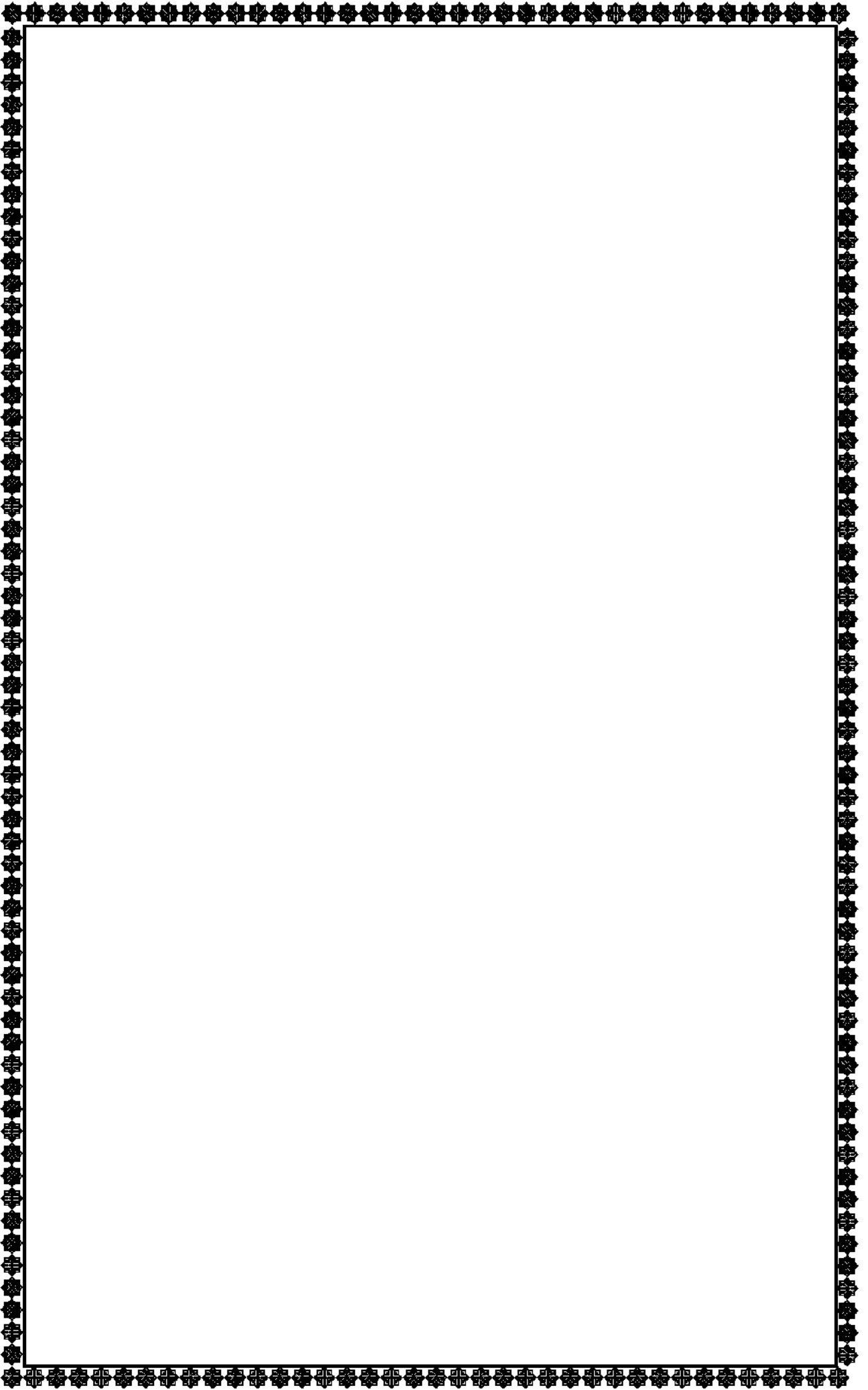
کل ایام حاضری:

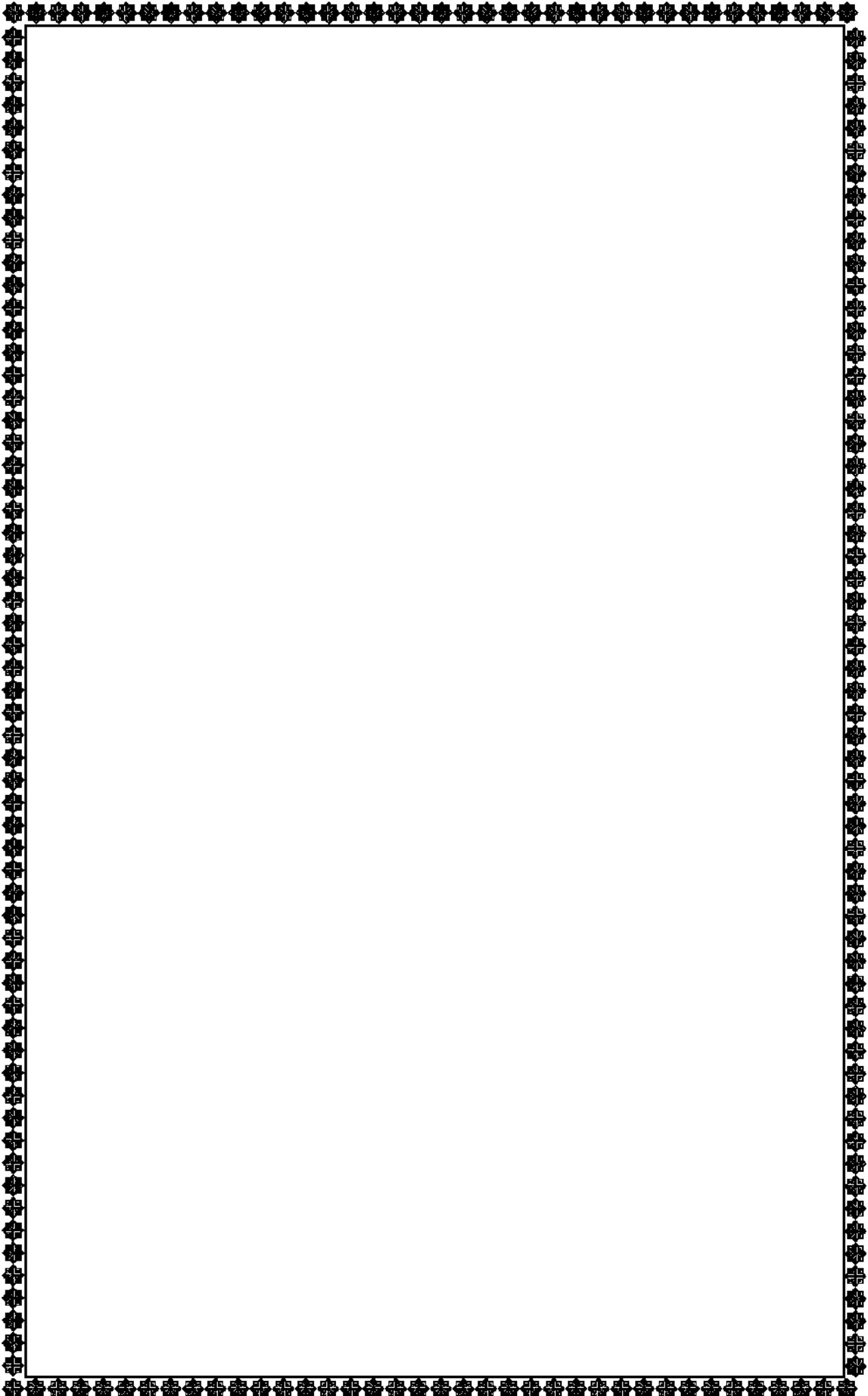
محاسبہ!

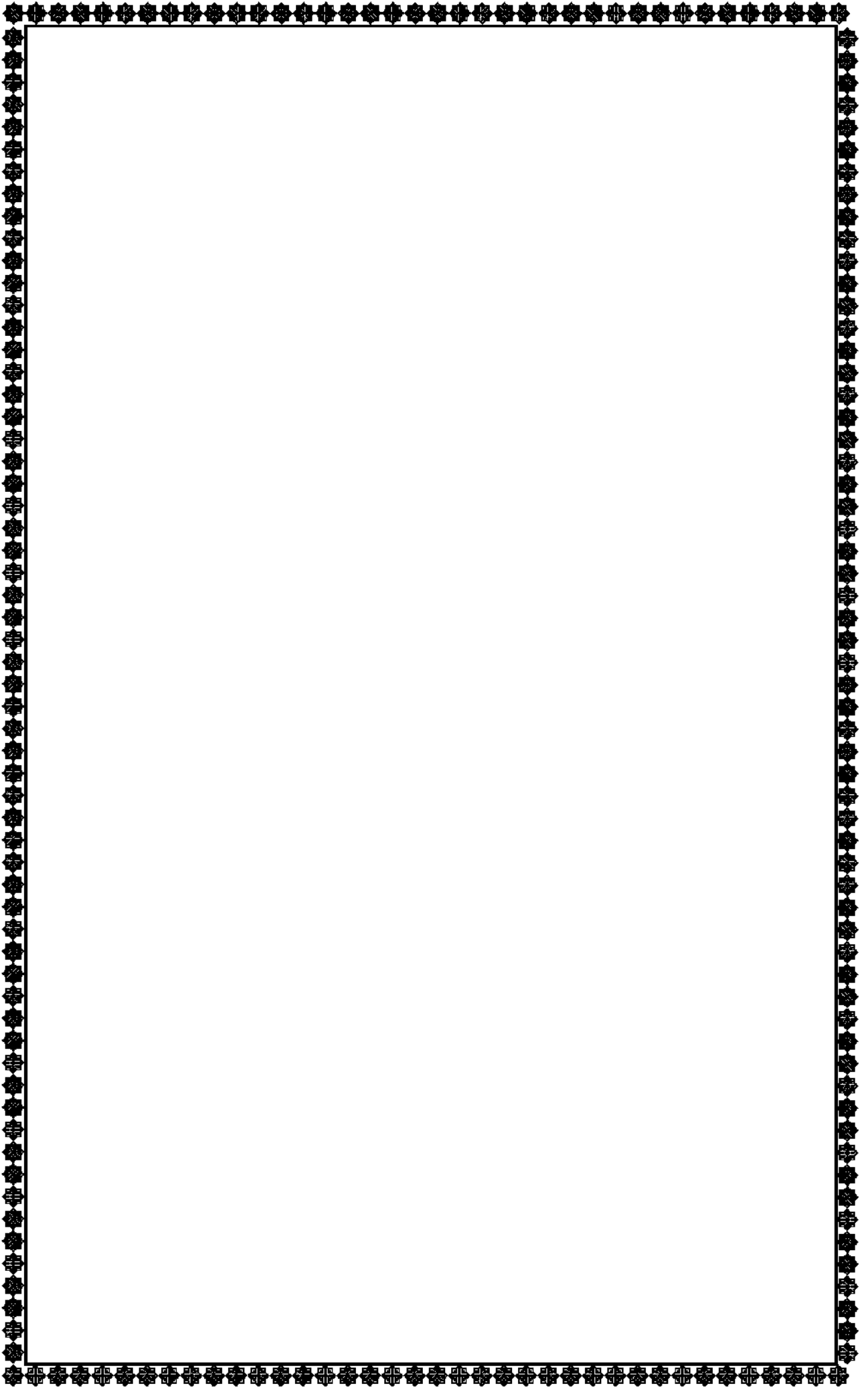
دستخط طالب علم

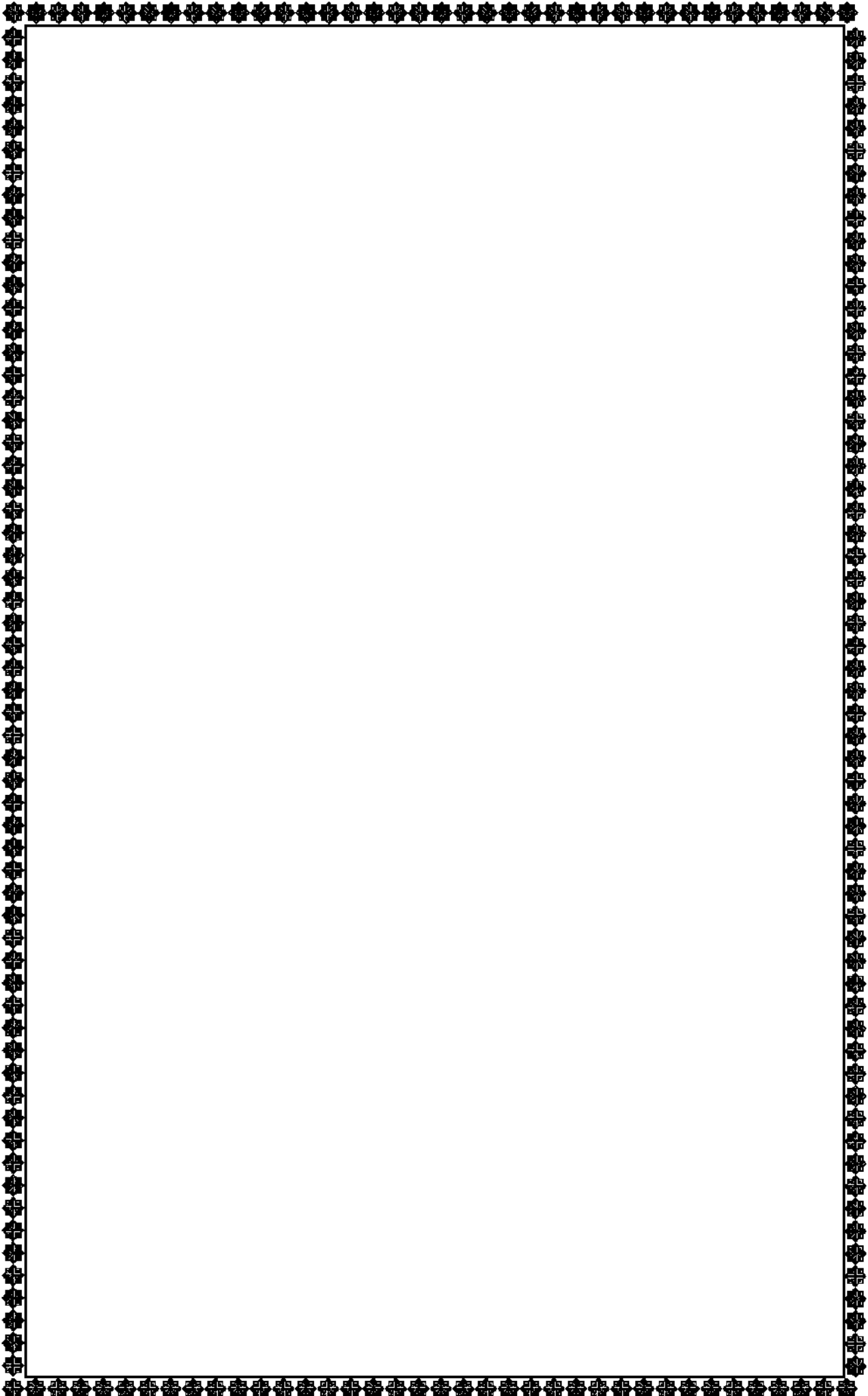
نوٹ: اس سلسلہ میں باذوق طلبہ احقر کی ”اقر اطلبہ ڈائری“ حاصل کر سکتے ہیں، جو طلبہ کے شب و روز سے متعلق اولین و نایاب ڈائری ہے۔

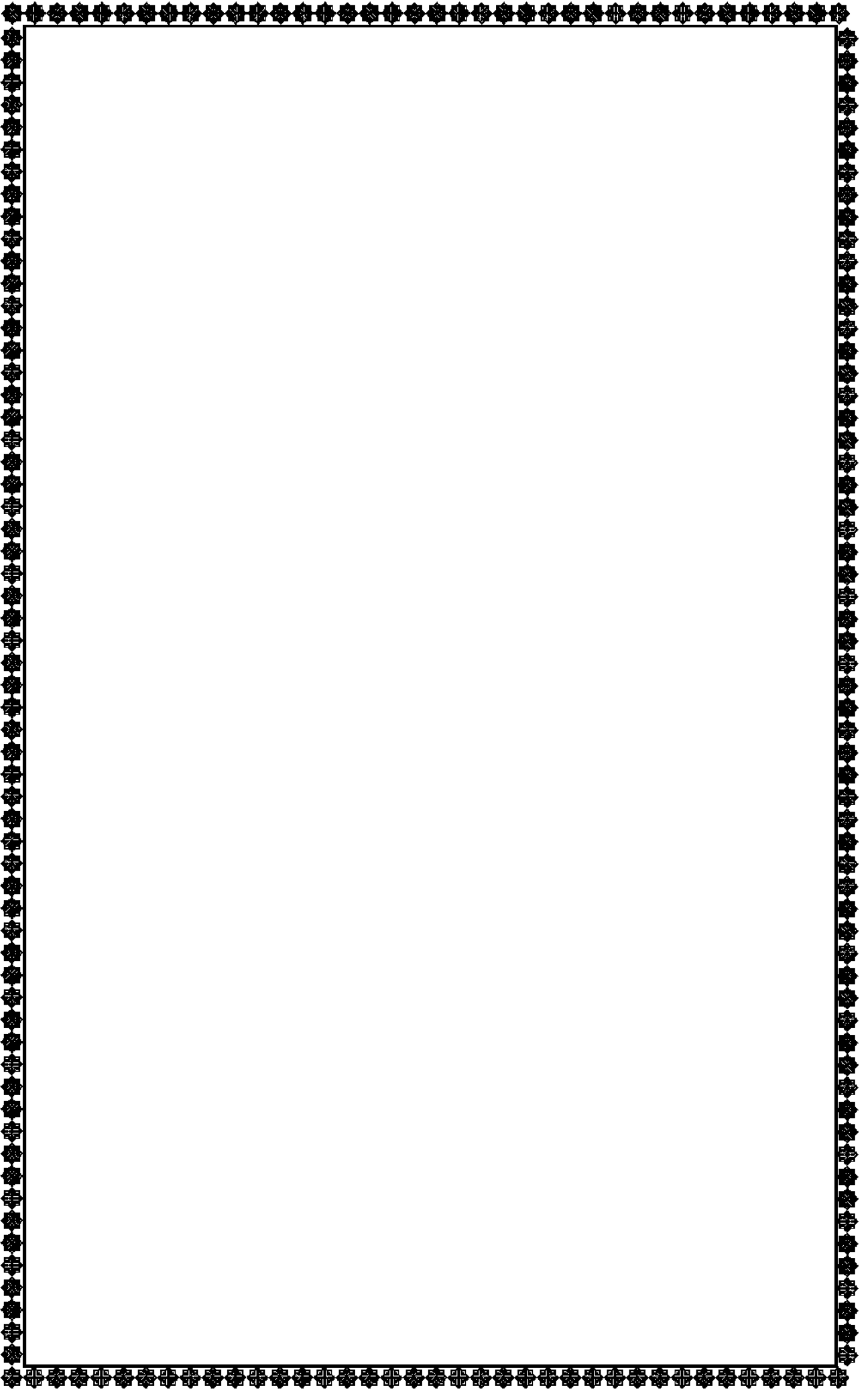


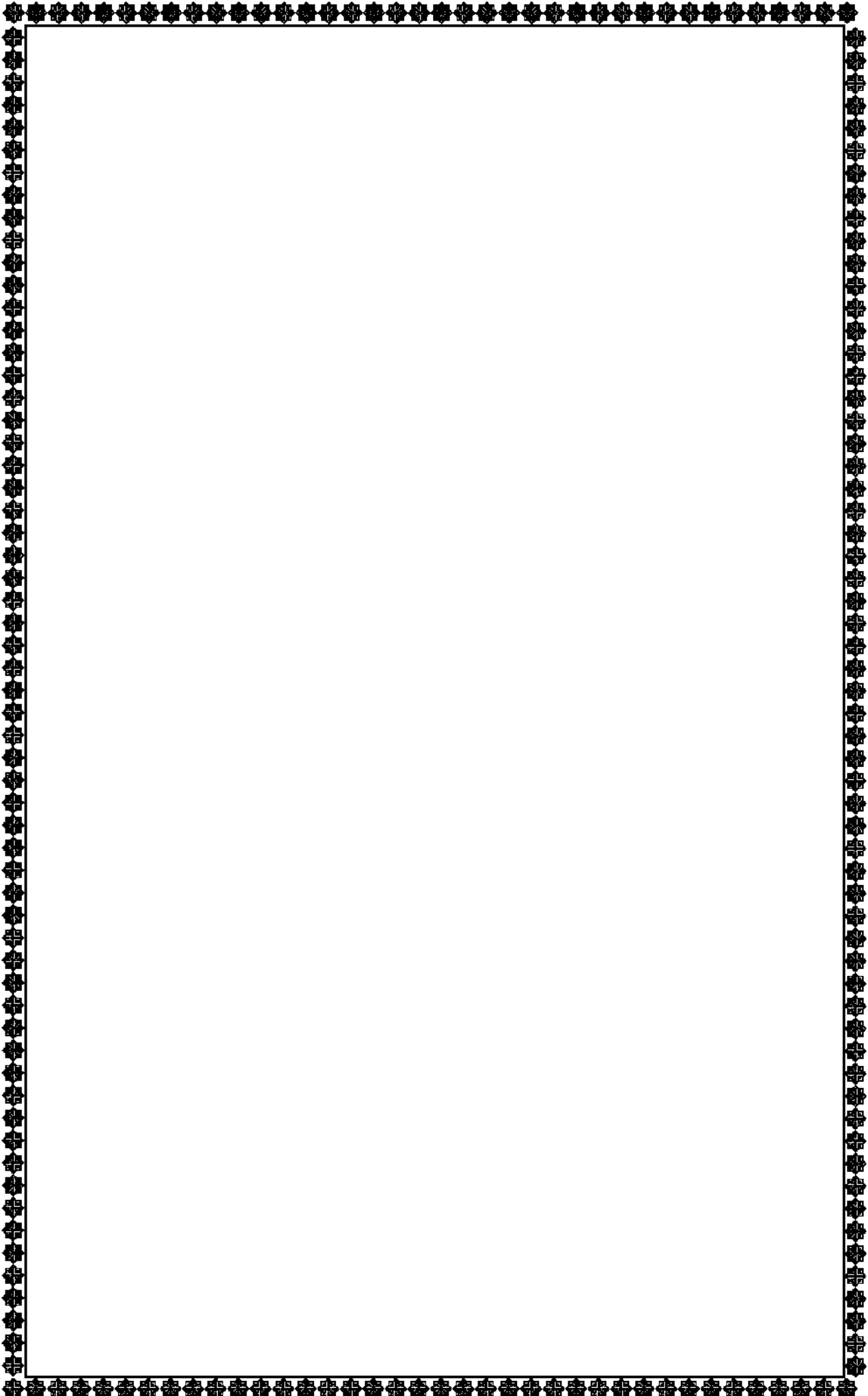


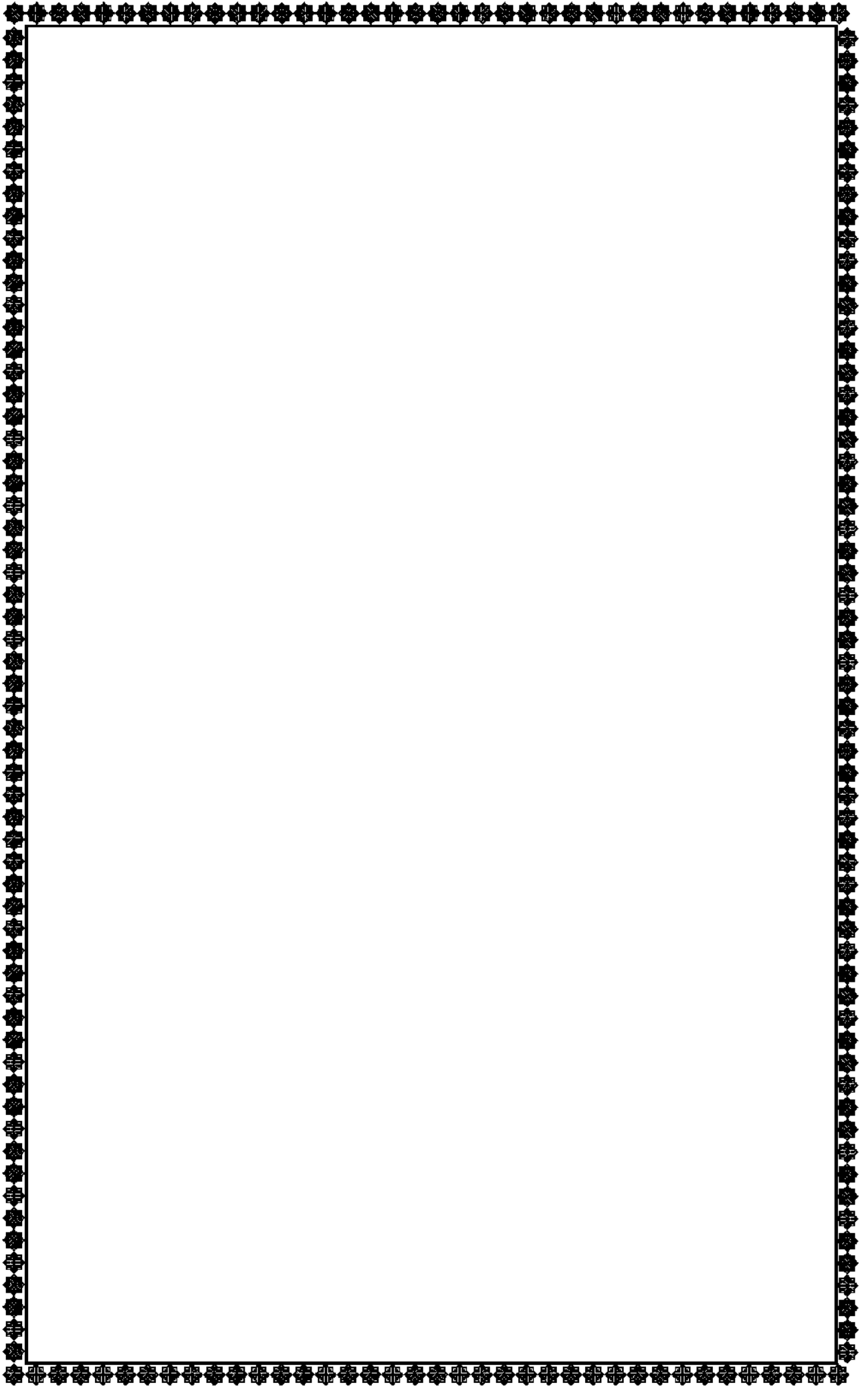


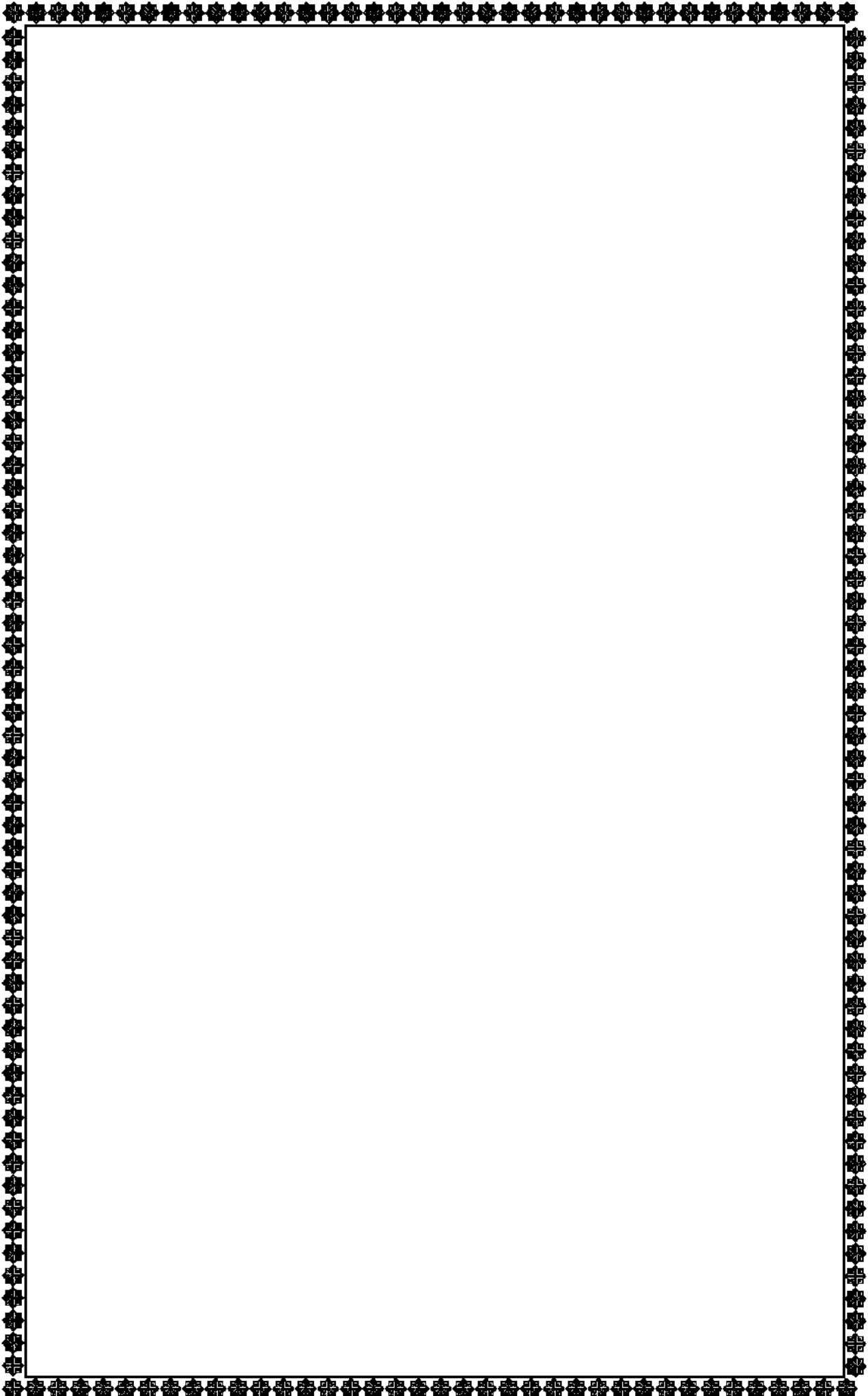


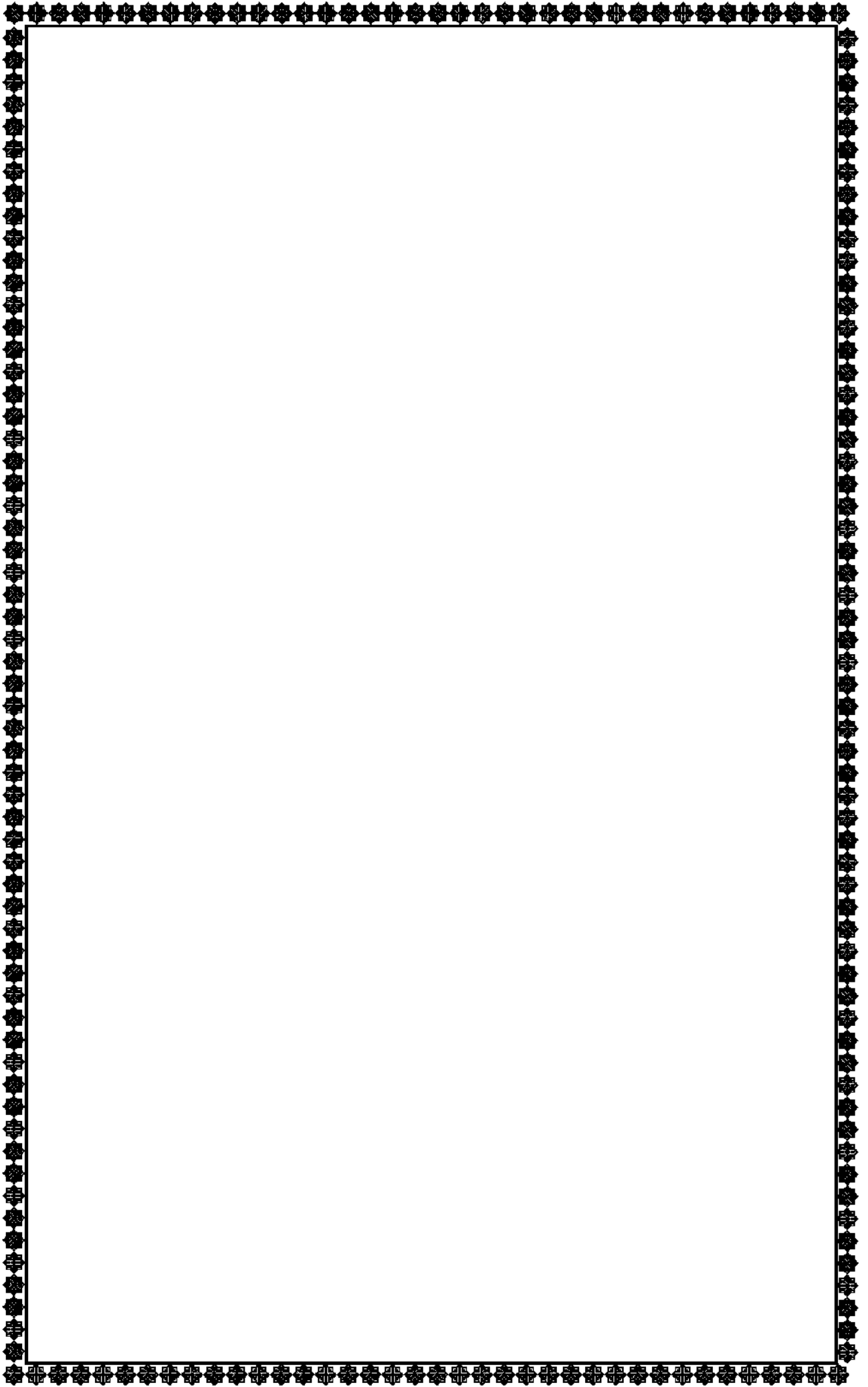












ہفتہ واری اور ماہانہ عمل

پنج وقتہ نمازوں کو دس منٹ پہلے مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت ادا کرتے ہوئے دیگر نوافل کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں ایک دو مرتبہ نماز تہجد ادا کرنے کی کوشش کرے اور مہینے میں ایک دو نفل روزے رکھنے کی بھی عادت ڈالے۔

قضائے حاجات و دیگر ضروریات

قضائے حاجات ایک بشری تقاضہ ہے لیکن عادت ڈالنے سے اس پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ کوئی ایک وقت اس کیلئے متعین کر لے اور اسی وقت میں فارغ ہونے کی کوشش کرے اور ہمیشہ با وضو رہنے کا مزاج بنائے، اس میں روحانی و جسمانی دونوں فائدے ہیں۔

اب رہا کپڑوں کی پاکی و صفائی کا مسئلہ، ہاں یہ بھی ایک انسانی ضرورت ہے، اس ضرورت کو بھی پورا کرنے کیلئے ایک وقت مقرر کرے جمعرات یا جمعہ کا کوئی وقت اس کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ اسی طرح ظاہری و باطنی صفائی کا وقت بھی متعین رہے۔

نیز کھانے پینے سے بھی جلد سے جلد فارغ ہو جائے۔ امام رازیؒ کا علمائے

اسلام میں جو رتبہ ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ سینکڑوں برس گزر جانے پر بھی عربی

درس گاہوں کے درو دیوار سے امام رازیؒ کی صدا آرہی ہے، یہ وہی امام ہیں جن کو

کھانے کے وقت علمی شغل و کتب بینی کا موقع فوت ہونے پر افسوس ہوتا تھا۔ فرماتے

: واللہ انی لاتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلم للاکل فان الوقت

والزمان عزیزان (عیون الالباء ۷ ص ۲۳)

آرام، تفریح اور چہل پہل

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ دن میں تھوڑی دیر قیلولہ کرے کہ اس سے دماغ بھی

تیز ہوتا ہے۔ اور رات میں پانچ چھ گھنٹے آرام کرے، دن بھر کی محنت اور مسلسل پڑھائی کے بعد چست و چاق و چوبند ہونے کے لئے بعد عصر مختصر کھیل، چہل قدمی اور تفریح میں کچھ وقت لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حسب ضرورت تفریح کے بعد جلد از جلد اذان مغرب سے پہلے مسجد پہنچے اور دعا و تسبیح وغیرہ میں مشغول ہو جائے۔

درس و مطالعہ میں منہمک طلبہ کیلئے باہر کا ماحول!

طالب علم تو کیا کسی بھی آدمی کیلئے بازار یا دکان کا ماحول بہت زیادہ نقصان دہ اور مضر ہے۔ بے ضرورت باہر جانا، شہروں میں گھومنا ایک طالب علم کے لئے کہاں تک درست ہے؟ اس لئے تفریح کیلئے کہیں کھلے میدان میں چلے جانا اگر ایسا مقام نہ ہو تو پھر آس پاس کے کسی مناسب مقام میں تھوڑی دیر ٹہل کر آجانا البتہ کاغذ، قلم، صابن وغیرہ ضروری اشیاء کی اکٹھی خریدی کیلئے ایک وقت فارغ کر کے تمام ضرورتوں اور ساری حاجتوں کے جمع ہونے کے بعد بازار یا شہر جا کر ایک ہی مرتبہ تمام سامان خرید لے، دکان قریب ہو تو یہ کام عصر کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ تاکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے واسطے بار بار باہر جانے کی نوبت نہ آئے۔ اس طرح بھی وقت کو بچایا جاسکتا ہے۔

خطیب بغدادی جن کا تاجر علمی ایک زمانہ کو تسلیم ہے۔ ان کے متعلق ابن جوزی فرماتے ہیں کہ کبھی شب و روز ایسی گھڑی نہیں آئی تھی جس میں علم کا یہ نوعمر شیدائی علمی جدوجہد کے سوا کسی اور چیز میں اس کو صرف کرتا، حتیٰ کہ اگر کسی خانگی ضرورت سے مجبوراً انہیں اپنا مطالعہ چھوڑنا بھی پڑتا تو کتب احادیث کا کوئی جز ضرور اپنے ساتھ لے جاتے تاکہ راستہ میں اسے یاد کرتے جائیں۔ (العلم والعلماء)

جمعرات اور جمعہ کو کس طرح کام میں لایا جائے؟

عام طور پر مدارس کے طلبہ کا ایک مخصوص حلقہ بروز جمعرات جماعت میں نکلتا

ہے اور نصف روزہ اسباق جاری رہنے پر جمعہ کی شام تک کافی وقت ملتا ہے۔ جماعت میں جانے والے طلبہ تو جماعت کے اصول و ضوابط کے مطابق اپنا وقت گزاریں گے۔ مگر جو طلبہ مدرسہ ہی میں قیام پذیر رہتے ہیں وہ کیا کریں؟ ان کو چاہئے کہ آرام کا تقاضہ رہے تو تھوڑی دیر آرام کر لیں ورنہ اسی روز کی انجمن میں شرکت کے لئے ہر طرح کی تیاری پوری کر لیں اگر انجمن بعد ظہر یا شب جمعرات میں منعقد ہوتی ہو۔ اس کے بعد سونے تک بشاشت رہے تو کچھ مطالعہ کریں ورنہ آرام کریں، صبح جلد اٹھ جائیں، ادائے فجر تلاوت قرآن مجید پھر ادائے اشراق کے بعد ظاہر ہے کہ تمام طلبہ مدرسہ میں حاضر ہوں گے۔ اب ان سب کا معمول کیا ہونا چاہئے؟

جمعہ کے معمولات اور دیگر سنن و مستحبات کو ادا کرتے ہوئے غسل سے فارغ ہو جائیں اور مطالعہ میں لگ جائیں۔ سینچر سے جمعرات تک گذشتہ ہفتہ پڑھائے گئے تمام اسباق کا اعادہ کر لیں، وقفہ سے ناشتہ کر کے پھر مطالعہ میں مصروف ہو جائیں یا حسب تقاضہ آرام کریں۔ اور اذان جمعہ سے پہلے مسجد پہنچ کر سورہ کہف وغیرہ کی تلاوت کریں۔ ادائیگی جمعہ کے بعد ظہرانہ سے فارغ ہو کر آموختہ کا بقیہ حصہ پورا کر لیں۔ دس منٹ پہلے نماز عصر کیلئے مسجد میں حاضر ہو جائیں، بعد عصر تفریح کے بعد اذان مغرب سے پہلے مسجد میں آکر دعا میں مشغول ہو جائیں، بروز جمعہ بکثرت درود شریف پڑھیں، اب اور دنوں کی طرح عمل حسب دستور جاری رکھیں۔ جہاں شہری طلبہ کیلئے پندرہ روزہ یا ماہانہ ایک یوم کی چھٹی رہتی ہے، وہ طلبہ بروقت اپنے اپنے ادارے میں حاضر ہو جائیں۔

غرض کسی بھی قیمت پر وقت ضائع نہ ہونے پائے۔ ہم نے تو صرف اپنے انداز سے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ ورنہ ہر طالب علم اپنے ادارہ اور معمولات مدرسہ سے بخوبی واقف ہے، وہ اس کے مطابق عمل پیرا ہو کر اپنے اس طرح کے فارغ اوقات کی حفاظت کر کے ان کو بھی کام میں لائے۔

حفاظ طلبہ جب قرآن شریف کی تلاوت کریں

حفاظ طلبہ جب قرآن پاک کی تلاوت کریں تو مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظ رکھیں:

(۱) سب سے پہلے ہر عشرہ سے ایک ایک پارہ یعنی ۱-۱۱-۲۱ اس کے بعد ۲-۱۲-۲۲ اس طرح ۱۰-۲۰-۳۰ پڑھ کر ایک ختم مکمل کریں تاکہ بیک وقت پورے قرآن پر توجہ رہے۔

(۲) اب پہلا عشرہ، دوسرا عشرہ، تیسرا عشرہ یعنی عام طریقے کے مطابق دوسرا ختم ہونے کے بعد تیسرا ختم اس کے برعکس طریقہ سے یعنی پہلے تیسرا عشرہ پھر دوسرا عشرہ اس کے بعد پہلا عشرہ مکمل کریں، تاکہ ہر عشرہ پر نظر رہے۔

(۳) اب یہ طے کر لیں کہ مذکورہ طریقہ کے مطابق قرآن تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ پنج وقتہ نمازوں کو باجماعت ادا کرتے ہوئے قبلہ یا بعد یہ سنن مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ اور دیگر نوافل (اشراق/اوابین) سے جتنی بھی رکعتیں ہوں کل بیس رکعتوں میں ایک ایک صفحہ قرآن کا پڑھوں گا اور اس طرح روزانہ نمازوں میں مکمل ایک پارے کی تلاوت ہو جائے۔ اس عمل سے نہ صرف قرآن مضبوط ہوگا بلکہ نماز میں بھی ایک گونہ لطف آئے گا۔ علم میں نور آئے گا اور رمضان میں تراویح سنانا آسان ہوگا۔

غیر حفاظ طلبہ جب قرآن مجید پڑھیں

نزول قرآن جس طرح اللہ کی عطا فرمودہ نعمت ہے، اسی طرح حفظ قرآن اللہ کی جانب سے پیش بہادولت ہے۔ حفاظ کرام اور حاملین قرآن کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فضیلت ہو سکتی ہے کہ ایک حافظ ستر جہنمیوں کو جنت میں لے جائے گا۔ اور اس کے والدین کو میدان محشر میں ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ تابناک ہوگی جس سے لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ حفاظ کرام کے ماں باپ ہیں۔

چنانچہ ہر غیر حافظ طالب علم کو چاہئے کہ وہ تلاوت کے مقررہ وقت میں ایک / ڈیڑھ صفحہ، یاد کر کے اپنے کسی ساتھی کو سنائے۔ اس طرح ایک سال میں سات آٹھ پارے حفظ کرے تو بھی چار ساڑھے چار سال یا زیادہ سے زیادہ پانچ سال میں حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو جاسکتا ہے۔ اس طرح وہ عالم دین کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی ایک عالم کیلئے حافظ ہونا بھی نہایت ضروری ہے اور یہ تو آسان تر بات ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر۔

وہ طلبہ جن کا حفظ ابھی جاری ہے

شعبہ حفظ کے طلبہ تو مروجہ طریقہ پر اپنے اپنے اساتذہ کی رہنمائی اور ان کے ارشادات کے مطابق قرآن پڑھیں گے، یاد کریں گے اور سنائیں گے البتہ درسی پڑھائی کے علاوہ آموختہ کیلئے یہ تدبیر اپنا سکتے ہیں کہ جس کے جتنے بھی پارے ہوں۔

(۱) وہ ان پاروں کو شب و روز کی نمازوں کی سنتوں اور نفلوں میں پڑھا کریں۔

(۲) خصوصاً تہجد میں طلباء آموختہ کے متعین کچھ حصے ضرور پڑھیں۔

(۳) یہاں تک کہ چلتے پھرتے بھی دل ہی دل میں یاد دہمی آواز سے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اس سے جس طرح قرآن کی یادداشت مضبوط ہوگی اسی طرح تراویح یا امامت میں ہیبت نہیں ہوگی۔

(۴) نیز طلبہ فارغ اوقات میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کے ذریعے بھی قرآنی یادداشت کو مستحکم کر سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی سوال کرے کہ واللہ بصیر بما تعملون۔ سبحانہ عما یشر کون۔ الا الذین کفروا۔ قرآن میں ایک ہی جگہ ہے۔ بتائیے کہ کہاں ہے یا یوں پوچھے کہ لا الہ الا اللہ قرآن میں کتنی مرتبہ آیا ہے۔ کونسے صحابی کا نام قرآن میں موجود ہے۔ یا اس طرح دریافت کرے کہ آٹھویں

پارے کے آٹھویں صفحہ کے شروع سے پڑھئے، نویں پارے کے نویں صفحے کے درمیان سے پڑھئے یا دسویں پارے کے دسویں صفحے کے آخر سے پڑھئے اسی طرح فلاں سورت کا دوسرا رکوع کیا ہے؟ وغیرہ۔

نوٹ (۱): اس بات کی ضرورت کو پیش ہونی چاہئے کہ سبق ایک صفحہ ہو یا دو صفحہ بغیر لقمہ اور بن غلطی کے سنایا جائے۔ جید اور ماہر حافظ وہی ہوتا ہے جو دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ سبق کو بھی اچھی طرح سناتا ہے۔ (۲) حفظ کی رہنمائی کے لئے شعبہ حفظ کے طلبہ احقر کی کتاب ”حفظ قرآن کا آسان طریقہ“ حاصل کر سکتے ہیں۔

درس و اسباق کی پابندی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو طالب علم باصلاحیت عالم بننا چاہتا ہے وہ پابندی سے تین کام ضرور کرے۔ (۱) سبق سے پہلے مطالعہ کر لے (۲) سبق کو غور سے سنے (۳) سبق کے بعد تکرار کرے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر ان کے اہتمام کے باوجود صلاحیت پیدا نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لے۔ (اخلاص کا تاج محل) یعنی سب سے پہلے طالب علم پیشگی مطالعہ کرے۔ آج پڑھائے جانے والے اسباق کو بغور دیکھے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرے، پھر جب درس گاہ میں استاذ پڑھائیں تو اسے خوب توجہ اور دھیان سے سنے اور غور کرے کہ کونسی بات استاذ نئی بتا رہے ہیں اور وہ جو صورت مسئلہ سمجھا تھا وہ کہاں تک صحیح ہے۔

آخر جب درس گاہ سے کلاس چھوٹی ہے تو قیام گاہ میں بڑے شوق و ذوق کے ساتھ آج پڑھائے گئے اسباق کا حلقہ میں مذاکرہ کرے تاکہ (اذاتکور الکلام تقرر فی القلب۔ جب بات کی تکرار ہوتی ہے تو قلب میں مضبوط بیٹھ جاتی ہے کے تحت) لب لباب قلب و ذہن میں محفوظ ہو جائے۔ یقیناً ان تینوں کاموں کا اہتمام

اور ان کی عادت طالب علم کے لئے کمال درجے کی صلاحیت کی ضامن ہے۔ اس طرح لگن کے ساتھ محنت جاری رکھنے سے نہ صرف یہ کہ سبق پکا ہوگا بلکہ اسے دلی فرحت بھی حاصل ہوگی، ذہنی راحت بھی ملے گی اور سب سے بڑھ کر امتحان میں سہولت ہوگی۔ لیکن اس کے برعکس اگر کوئی طالب علم غفلت و تساہل برتتا ہے، سبق ناغہ کرتا ہے، درسگاہ سے غیر حاضر رہتا ہے، خواہ بہ اجازت ہی کیوں نہ ہو، اس کا جو نقصان ہونے والا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

بعض دفعہ تو اس طرح مسلسل غیر حاضری کے نتیجے میں کتابیں مشکل معلوم ہونے لگتی ہیں، اسباق مکمل سمجھ میں نہیں آتے، آخر مختلف وساوس اور احساس کمتری کا شکار ہو کر پڑھائی سے محرومی کی نوبت تک آ جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی درسگاہ نبویؐ میں حاضری کیسی تھی، علم نبویؐ سے آپ کا شغف کیسا تھا، حدیث بیانی میں آپ کی کیا شان تھی، صحابہؓ کی ایک جماعت مہاجرین کی تھی وہ تاجر پیشہ تھے، بازاروں میں جاتے تھے، تجارت میں مشغول رہتے تھے اور انصار کی ایک جماعت تھی، یہ کاشتکاری اور باغبانی میں مصروف رہتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابو ہریرہؓ پر اعتراض تھا کہ کیوں وہ اس قدر روایات بیان کرتے ہیں، کہاں سے ان کو اتنی حدیثیں ملی ہیں۔

لیکن ابو ہریرہؓ کیوں نہ اتنی روایتیں بیان کریں ان کا مشغلہ ہی کیا تھا۔ ابو ہریرہؓ نہ تاجر تھے نہ زارع، نہ انہیں تجارت کی فکر تھی نہ کاشتکاری کا خیال، وہ تو بس درسگاہ نبویؐ میں پڑے رہتے تھے۔ ان کا پیٹ ہی بھرتا تھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر۔ حصول علم و حفظ حدیث ان کا واحد مشغلہ تھا۔ ابو ہریرہؓ ان تمام مواقع پر حاضر رہتے تھے جن میں وہ حضرات حاضر نہیں ہوتے تھے۔ ابو ہریرہؓ وہ ساری حدیثیں سنتے تھے اور یاد کر لیتے تھے، جن کو وہ نہیں سن پاتے تھے۔

ابو ہریرہؓ بھوکے پیاسے ہمہ وقت درسگاہ نبوت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ ہمیشہ چشمہ رسالت سے سیراب ہوتے تھے، یہاں تک کہ بسا اوقات بھوک و پیاس کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی، لوگ بیمار خیال کر کے بطور علاج ضرب کا معاملہ کرتے تھے حالانکہ ابو ہریرہؓ نہ مریض ہیں نہ مغشی۔ یہ تھا ابو ہریرہؓ کا علم سے لگاؤ اور حدیث سے دلچسپی، یہ تھی حضرت ابو ہریرہؓ کی دربار رسالت میں حاضری اور درسگاہ نبوت کی پابندی، نتیجہ آج حدیث کی کتابوں میں جہاں دیکھو! عن ابی ہریرہؓ، جہاں دیکھو! عن ابی ہریرہؓ۔

اساتذہ اور بزرگوں کی دعا

یہ علم الہی و علم نبوی ہے، یہ علم روحانی و علم نورانی ہے، یہ علم عالمی و عرشی ہے، یہ علم اتنا غیرت مند ہے اور اتنا ذی حمیت ہے کہ جب طالب علم اپنی پوری ذات اس کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ اپنا تھوڑا دیتا ہے اور جب طالب علم اپنا بعض دیتا ہے تو علم اسے کچھ نہیں دیتا اور جب طالب علم اسے اپنا بعض بھی نہیں دیتا تو یہ علم اسے ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ والدین تو صرف اپنی اولاد کو جنم دیتے ہیں اوپر سے نیچے لاتے ہیں لیکن اساتذہ ان کو پستی سے بلندی کو پہنچاتے ہیں۔ علوم و حکم، معارف و معالم سے آراستہ پیراستہ کر کے مالک عرش کے مقرب اور آقائے دو جہاں کے محبوب بنا دیتے ہیں۔ دنیا و عقبیٰ کی کامیابی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

چنانچہ اس عظیم الشان علم کے حصول کیلئے دیگر اسباب کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی دعائیں اس قدر ضروری ہیں جتنی کہ مچھلی کے جینے کیلئے پانی ضروری ہے، لیکن یہ دعائیں حاصل نہیں ہو جاتی یا صرف درخواست کرنے سے بھی نہیں مل جاتی۔ ہزار بار جو مانگا کرو تو کیا حاصل ☆ دعا وہی ہے جو دل سے کبھی نکلتی ہے

بلکہ طالب علم کے فروتن، خوش مزاج، محنتی و بااخلاق ہونے پر عمل و فعل اور اخلاق و کردار سے حاصل ہو سکتی ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ ابن عباسؓ نو عمر لڑکے تھے، خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاید پانی کی ضرورت ہوگی۔ آپ فراغت کے بعد غالباً وضو فرمائیں گے۔ چنانچہ ابن عباسؓ نے لوٹے میں پانی رکھ دیا۔ اللہ کے نبیؐ نے دیکھا، خوش ہوئے، سوچا کہ اتنا کمسن لڑکا ہے، لیکن کتنا زیرک اور فطین ہے، بس آپ نے ابن عباسؓ کے حق میں دعا فرمادی:

اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ اللَّهُمَّ فَفِّهْهُ فِي الدِّينِ

اے اللہ! آپ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا فرمائیے، اے اللہ! آپ ابن عباس کو دین کا فقیہ بنائیے۔

چنانچہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے علم میں بہت بلند مقام عطا ہوا۔ پوری دنیا میں ”حبو الامۃ“ سے جانے جاتے ہیں، رئیس المفسرین آپ کا لقب تھا۔ ہر فیصلہ میں آپ کی رائے کو حرف آخر کے طور پر پیش کیا جاتا۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بزرگوں کی نظر کرم اور توجہ ہی سے علم دین کی تحصیل ممکن ہے اور اساتذہ کی شفقت و دعا ہی سے طالب علم کی زندگی تعمیر ہو سکتی ہے۔

نہ کتابوں سے و عظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور یہ سعادت انکساری اور خدمت گذاری ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

گر تمنا علم دیں کی ہے تو کر خدمت بزرگوں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینے میں

استاذ کی غیر موجودگی میں طلبہ کیا کریں؟

علم کی اہمیت اور افادیت سے واقف طالب علم تو ہر دم درس و مطالعہ میں لگا رہتا ہے وہ ہر فرصت کو غنیمت سمجھتا ہے اور مقصد اصلی کو سامنے رکھ کر ہر گھڑی کو تحقیق و تعلیم میں صرف کرتا ہے۔

ویسے بھی طلباء کو تو جمعرات اور جمعہ کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہئے ان کو تو شب و روز کا کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ان کو شام و سحر کی کوئی جستجو رہنی چاہئے کہ آج کیا دن ہے، کونسی تاریخ ہے، کیا وقت ہے۔ نہ کوئی اور کھوج کہ آج کیا پکا ہے، کون آیا اور کون گیا وہ تو صرف اور صرف علم کی کھوج میں رہیں گے۔

لیکن کم از کم پڑھائی و تعلیم کے مقررہ اوقات کا تو کسی بھی قیمت پر صحیح استعمال ہونا ضروری ہے۔ بعض دفعہ درس میں استاذ کے نہ ہونے پر طلبہ غفلت میں، ہنسی مزاق اور اچھل کود میں ایسے زریں اوقات ضائع کر دیتے ہیں جس سے درس گاہ کی بے حرمتی بھی ہوتی ہے اور کتابوں کی بے عزتی بھی، جبکہ اسباب تحصیل علوم کا احترام ہر حال میں لازمی ہے۔ استاذ کی عدم موجودگی میں مطالعہ و مذاکرہ میں لگے رہیں۔ پیچیدہ مسائل اور حل طلب عبارات کی تحقیق کریں یا ضروری نوٹ وغیرہ لکھیں۔ اس طرح طلبہ یہ وقت بھی علمی مشاغل ہی میں صرف کریں۔

شور و غل نہ کرے!

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے: انک لعلی خلق عظیم، بے شک آپ بہترین اخلاق پر فائز ہیں۔ رسول اللہ جہاں اور اوصاف جمیلہ کے حامل اور دیگر خوبیوں کے مالک ہیں وہیں ایک صفت حمیدہ آپ کی یہ بھی ہے کہ (ولا صخاب فی الاسواق) آپ بازاروں میں آواز

کرنے والے نہیں تھے۔ جس کا ذکر توریث میں بھی کیا گیا ہے۔

مقام غور ہے کہ بازار تو وہی ہوتا ہے جہاں آوازیں ہوتی ہیں، شور و غل ہوتا ہے، چیخ و پکار ہوتی ہے، لیکن نہیں آقائے دو عالم بازاروں میں بھی آواز کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ تو کیا یہ حسرت اور افسوس کی بات نہیں؟ جب کوئی درسگاہوں یا عبادت گاہوں میں ہنگامہ یا شور مچائے! بندہ مومن تو اپنی خوشیاں بھی دبائے رکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ کوئی تقریب منعقد تھی جہاں لوگ خوب جشن منارہے تھے، ہنسی مذاق ہو رہا تھا اور قہقہے لگائے جا رہے تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ بھی شریک مجلس تھے۔ لوگوں نے عرض کیا، حضرت! آپ افسردہ نظر آ رہے ہیں! کیا بات ہے؟ کیا آپ کو اس موقع پر خوشی نہیں ہو رہی ہے؟ حضرت جنید بغدادیؒ نے جو جملہ جواباً ارشاد فرمایا وہ ہمارے لئے سبق آموز ہے۔ آپ نے فرمایا، میں خوب لطف اندوز ہو رہا ہوں اور مجھے تو تم سے زیادہ خوشی ہو رہی ہے لیکن تم نے شور مچا کر اپنی خوشی کو ظاہر کر دیا مگر میں اپنی خوشی کو دبائے رکھا ہوں۔ یعنی آواز بزرگانِ دین کو اس قدر ناپسند تھی اور کیوں نہ ناپسند ہو، جبکہ قرآن کی تعلیم یہ ہے ”واغضض من صوتک۔ اور تم اپنی آواز کو پست رکھو“

آدمی جتنا سنجیدہ اور سببیلہ ہوتا ہے وہ اتنا ہی ساکت اور مہربان رہتا ہے۔ ایسے پروقار اشخاص کی مثال اس سمندر کی سی ہے جس کے اوپر کی سطح ساکن ہے لیکن اندر کی سطح موتیوں کے گراں قدر خزانوں سے معمور ہوتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ آدمی جب سوچتا ہے، لکھتا ہے، یا پڑھتا ہے تو کسی کو ضرر یا نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن جب وہ چیختا ہے، پکارتا ہے، آواز بلند کرتا ہے یا ہنگامہ مچاتا ہے تو اس سے صرف دوسروں کو تکلیف یا ان کے کام میں خلل ہی واقع نہیں ہوتا بلکہ اس سے اس کی اپنی شخصیت بھی مجروح ہو جاتی ہے۔ نیز اس طرح کے شور و غل سے

صحت پر بھی برا اثر مرتب ہوتا ہے۔

باہمی مسابقت

ہونہار طلبہ کے علمی ذوق و شوق کو بڑھانے کے لئے مقابلہ و مظاہرہ کا انتظام بھی کیا جاسکتا ہے۔ نوآموزوں اور متعلمین کی خواہیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے مناظرتی مجلسیں قائم کی جاسکتی ہیں۔

کسی ایک فن یا کسی ایک علم کو موضوع بنا لیا جائے۔ طلبہ کے دو گروپ کر دیئے جائیں، ایک فریق تقلید کی تائید میں ہو، اور دوسرا فریق تقلید کی تردید میں ہو یا ایک شہری کے حق میں ہو اور دوسرا دیہاتی کے حق میں۔ یا دونوں فریقوں کا ایک ہی عنوان ہو، مثلاً ”نحو، صرف یافتہ“۔ اب پوری تیاری اور مکمل گرم جوشی کے ساتھ مگر پرسکون انداز سے، پروقار ماحول میں اپنے اساتذہ کی زیر سرپرستی صدر، منتظم اور منصف کی موجودگی میں ناظرین، مشاہدین، حاضرین اور سامعین کے سامنے اس فن پر مختلف سوالات و جوابات کے ذریعہ اپنی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں۔ سنجیدہ طریقے سے اپنی بات پیش کریں۔ دلائل بتائیں، وقت کا خیال رکھیں اور آداب مجلس ملحوظ رہیں۔ اس میں کامیاب فریق کے لئے انعامات کا انتظام بھی ہو تو زہے مسابقت ہے۔

ایسے مناظرتی و مسابقتی جلسے تمام طلباء میں اجتماعی طور پر بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں یا پھر الگ الگ جماعت وار بھی ممکن ہے۔ سال کے کسی بھی حصے میں مختلف مواقع پر مثلاً عید الضحیٰ کے قبل، ۱۲ ربیع الاول، دسویں محرم کے موقع پر ایک دو مرتبہ ایسے مسابقتی جلسوں کا اہتمام کرنے سے جس طرح طلبہ میں مطالعہ کرنے کا جذبہ اور آگے بڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اسی طرح ان کی صلاحیتوں میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

امتحان کی تیاری

امتحان تو تعلیمی معیار کو فروغ دینے، شوق و جذبہ میں اضافہ کرنے اور خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے تعلیمی سرگرمیوں کا بنیادی جزء ہے، اس لئے طلبہ کو چاہئے کہ روز اول سے محنت شروع کر دیں اور ہر دن کا سبق پابندی سے پڑھیں، حلقوں اور مذاکروں کا اہتمام کریں، ہفتہ واری اور ماہانہ آموختہ باقاعدگی کے ساتھ دہراتے رہیں۔ ہر چھوٹی بڑی کتاب تین تین مرتبہ پڑھیں، بار بار مطالعہ کریں اور امتحان سے کم از کم دس یوم قبل ہی اس طرح تیار رہیں کہ کل اگر امتحان ہو تو وہ بغیر کسی خوف و خطر کے آسانی امتحان لکھ سکیں اور تمام سوالوں کے تسلی بخش جوابات قلم بند کر سکیں۔

پھر دیکھیں انہیں ہر دن امتحان کا عید کا دن معلوم ہوگا اور ذہنی تناؤ اور دماغی دباؤ بھی نہیں رہے گا۔ اس طرح ہر طالب علم مسلسل جدوجہد اور لگاتار محنت و کوشش سے امتحان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے اعلیٰ درجات میں فائز ہو کر انعامات کے مستحق ہو سکتا ہے۔

نوٹ: دیگر امتحانات ماہانہ، سہ ماہی یا ششماہی ہوں، ان کی بھی تیاریاں اسی طرح کی جائیں گی۔

چھٹیاں کیسے گذاریں؟

عام طور پر ہمارے ذہنوں میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ چھٹیاں خواہ عیدالضحیٰ کی ہوں یا سالانہ، اس کی وجہ سے تعلیم سے بھی چھٹی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ چھٹیاں تو وقتی توقف اور ذہنی استراحت یا رمضان وغیرہ میں عبادت کی خاطر دی جاتی ہیں اور طلبہ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنوں کے درمیان چھٹیوں کا وقت گزارتے ہیں۔

لیکن وہ طالب علم جو علم کی مقصدیت اور افادیت سے بخوبی آگاہ ہیں وہ حصول علم کا مقصد ذہن میں رکھ کر ان چھٹیوں کو بھی مفید اور کارآمد بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ طلبہ کو چاہئے کہ چھٹی سے قبل ہی اپنے پروگرام تشکیل دے لیں اور ایسا دستور العمل مرتب کر لیں کہ ان کی ہر خواہش بقدر امکان تکمیل پائے، دو چار گھنٹے مطالعہ کیلئے ضرور نکال لیں، سات آٹھ گھنٹوں کی نیند کریں، کچھ وقت سیر و تفریح میں گزاریں، درسی وغیر درسی مطالعہ کے ساتھ ساتھ اگلی جماعت کی کتابیں حاصل کر کے ان کا بھی پیشگی مطالعہ کریں۔ حدیث، تفسیر، فقہ، ادب وغیرہ جس فن سے زیادہ دلچسپی ہو اس کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کرتے رہیں۔ مطالعہ کی دشواریوں کیلئے اپنے رفقا سے مذاکرہ کریں۔ مشکل الفاظ لغت کی مدد سے معلوم کریں۔ اس طرح اپنے علم میں اضافہ کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ اخبار بینی کی عادت ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس دور کی اہم ضرورت کمپیوٹر سے بھی طلبہ شناسائی حاصل کریں۔

بہر حال چھٹیوں میں بھی اپنی تعلیم کا خیال رکھیں۔ والدین، بزرگوں اور سن رسیدہ لوگوں کیساتھ حسن سلوک کریں اور خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کریں۔ ہمسایوں، بڑوں، چھوٹوں سب کے ساتھ ہمدردی محبت اور بہی خواہی سے پیش آئیں۔

چھٹیوں میں طلبہ کا اپنے اساتذہ سے ربط

استاذ و شاگرد کا رشتہ ایسا مقدس و مبارک ہے، طالب علم کے لئے استاذ کی ذات و شخصیت ایسا قیمتی جوہر و سرمایہ ہے کہ تاریخ کی شخصیتوں میں سے جس کا بھی نام لیا جائے اور اس کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس کی ذاتی محنت و لگن اور مقصد کی فکر و دھن کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت کو بنانے اور سنوارنے والا ایک راز اس کا اپنے اساتذہ سے خصوصی ربط و گہرا تعلق بھی ہے۔

ہمارے اسلاف و اکابر کی پاکیزہ زندگیوں میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں کہ وہ درسگاہ کے علاوہ خارجی اوقات میں، فارغ ساعات میں، سفر میں، حضر میں حتیٰ کہ چھٹی کے دنوں میں بھی اپنے اساتذہ سے علوم حاصل کرتے تھے اور استفادہ کرتے تھے۔ اس طرح ان سے ناطہ روحانی مضبوط اور رشتہ نورانی مستحکم رکھتے تھے۔

سچ ہے! یہ ربط و تعلق نہ صرف مدرسہ کی چار دیواری تک محدود رہنا چاہیے، نہ ایام درس کے ساتھ مخصوص اور نہ ہی زمانہ طالب علمی کے ساتھ مقید بلکہ یہ رشتہ لافانی، لامکانی، لازمانی اور جاویدانی ہے۔

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم چھٹیوں میں مادر علمی سے بے خبر اور اساتذہ کرام سے بے نیاز ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ براہ راست یا بالواسطہ خطوط آج کے دور میں فون وغیرہ کے ذریعے اپنے محسن و مشفق اساتذہ کرام سے تعلق رکھیں، جنہوں نے سال بھر ہمارے لئے محنتیں کیں اور تکلیفیں اٹھائیں۔ کتب بینی، مطالعہ اور تحقیق وغیرہ علمی مشغولیت کے سلسلے میں ان سے مشورہ طلب کریں۔ دیگر معاملہ اور درپیش مسائل کا حل انہی سے معلوم کریں۔ اس طرح اپنے تعلق و ربط کو باقی رکھ کر ان کی مقبول و مستجاب دعاؤں میں حصہ دار بنے رہیں۔

تعطیل رمضان اور اس کے اعمال

رمضان کی آمد پر شوال کے اوائل تک شعبان میں جو سالانہ چھٹی ہوتی ہے وہ بہت طویل ہوتی ہے۔ یقیناً ایک طالب علم کے لئے اتنا لمبا عرصہ تعلیم سے منقطع رہنا روا نہیں ہے، ویسے بھی تعطیل و چھٹی کا مطلب چند ایام اسباق موقوف رکھنا اور درس رواں ملتوی کرنا ہے اور یہ سالانہ تعطیل ماہ مقدس رمضان کی تیاری کے لئے اور اس کو عبادت گذاری بشمول تراویح و روزہ میں لگانے کے لئے دی جاتی ہے۔ نایہ کہ

پڑھائی و مطالعہ سے بھی چھٹی ہے، بلکہ ایسے فارغ اوقات اور سنہرے فرصت کے مواقع میں تو اور زیادہ جستجو و تحقیق اور مطالعہ میں مشغول رہنا چاہئے۔

ظاہر ہے کہ مسلسل پڑھائی پھر سالانہ امتحان کی تیاری اور اس کی مصروفیت اور ادائیگی سے فارغ ہونے کے بعد طبیعت کا بوجھل ہونا اور مزاج کا مضحل ہونا ایک فطری بات ہے۔

لہذا طلبہ اس چھٹی کو چند حصوں میں تقسیم کر لیں۔ یعنی چھٹی کے بعد چار پانچ روز وہ آرام کے لئے رشتہ دار، احباب و اقارب سے ملاقات کے لئے رکھیں۔ اس کے بعد رمضان سے دو روز پہلے تک حفاظ طلبہ قرآن مجید یاد کر کے تیار رہیں پھر رمضان کی صلوٰۃ تراویح میں سکون و اطمینان کے ساتھ قرآن سناتے رہیں اور رمضان کے بیچ ان کی تلاوت قرآن پاک صرف عبادت و ثواب کی نیت سے ہونہ کہ یاد کرنے کی ضرورت سے۔ اب چاہے وہ جتنے بھی ختم مکمل کریں۔

اس مبارک مہینے کے دیگر اعمال کو بھی کما حقہ بحسن و خوبی اور اخلاص کے ساتھ انجام دیتے رہیں اور صلوٰۃ التسبیح، تہجد وغیرہ نمازیں بھی پڑھا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص وقت مطالعہ کے لئے بھی مقرر کریں۔ مثلاً دو گھنٹے مطالعہ میں لگے رہیں۔ یہ وقت صبح کی بیداری کے بعد چستی و نشاط کا بھی ہو سکتا ہے یا پھر تراویح کے بعد خوشی و فرحت کا بھی ہو سکتا ہے:

میں عام طور پر کہا کرتا ہوں کہ جس طرح روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت، دوسری آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے وقت، اس طرح حافظ کے لئے اور دو خوشیاں بھی ہیں۔ ایک نماز تراویح سے فراغت کے بعد دوسری شب قدر (چھبیسویں) کے بعد۔ بہر کیف تراویح کے بعد کا وقت بھی مطالعہ کے لئے موزوں ہے۔

لیکن غیر حفاظ طلبہ کیا کریں؟ غیر حفاظ طلبہ کے لئے تو یہ بہترین موقع ہے جس طرح وہ دوران تعلیم قرآن یاد کر رہے تھے ابھی بھی اس کا تسلسل باقی رکھیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قرآن حفظ کرتے رہیں اور جتنے بھی پارے ہوئے ہوں انہیں نمازوں میں تلاوت کریں اور جلد حفظ مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور کتابوں کا مطالعہ بھی جاری رکھیں۔

بہر حال دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہے گا، آخر عید الفطر کی آمد ہوگی۔ بڑے جوش و خروش شادابی و شادمانی کے ساتھ خوش و خرم عید منائیں۔ ادھر رمضان اختتام پذیر ہوگا، عید الفطر کی خوشیاں منائی جائیں گی، ادھر چھٹیاں قریب الختم رہیں گی اور نئے تعلیمی سال کی آمد آمد رہے گی۔

نئے تعلیمی سال کا آغاز

پس مدرسہ کو واپسی کا رخت سفر باندھنا شروع کریں اور تازہ دم و پر عزم ہو کر نئے تعلیمی سال کو مبارکباد دیتے ہوئے خوش آمدید کہتے ہوئے بروقت مدرسہ پہنچ کر داخلہ کی کارروائی مکمل کر لیں۔ پھر سال گذشتہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر طریقہ سے اس مبارک جدید تعلیمی سال کو کارآمد اور سودمند بنائیں اور اپنا علمی سفر جاری رکھتے ہوئے اپنے محسن اساتذہ سے بھرپور استفادہ کرتے رہیں۔

زادکم اللہ علمًا وعملاً

حبیب الرحمن رشادی

اقر اطلبه ڈائری - و - اقر اطلبات ڈائری

یہ ڈائریاں مدارس عربیہ کے طلبہ و طالبات کیلئے حسین تحفہ ہیں۔ اپنی اپنی مناسبت سے تیار کی گئی الگ الگ ان ڈائیروں میں طلبہ و طالبات کے شب و روز سے متعلق ”ترانہء مدرسہ سے تعطیل مدرسہ تک اور آغاز سال سے اختتام سال تک“ معمولات، تعلیمی سرگرمیاں اور تربیتی امور درج کئے گئے۔

عربی خطبات، تقاریر، درخواست، سوالات کے نمونے و عربی گنتیوں کے قاعدے اور لغت بینی کا طریقہ وغیرہ ان خوبصورت ڈائیروں کی قابل ذکر خصوصیات ہیں۔ مضمولات کے علاوہ نوٹس وغیرہ کے خالی صفحات کے ذیل میں ”ملفوظات اکابر“ اور امور خانہ داری و تعمیر صالح معاشرہ سے متعلق ”نصائح“ نے اپنی اپنی نوعیت کی (ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل) ان ڈائیروں کو مزید دلچسپ بنا دیا۔ یہ کارآمد و بے مثال ڈائری طلبہ و طالبات کی پابندی و خود احتسابی کے لیے خود کارنگران ہے۔

وقتاً فوقتاً اساتذہ و معلمات کی توجہات اور اختتام سال پر آخر ڈائری میں بعنوان ”تصدیق و تاثر“ حضرت مہتمم صاحب امیر معلمہ کے ”قلمی تاثرات“ محرک ہوں گے۔

اپنے زمانہ طالب علمی کو کامیاب بنانے کے لئے ہر سال ڈائری کے حصول و استعمال سے جہاں تعلیمی سرگرمیوں پر مشتمل یہ ڈائریاں طلبہ و طالبات کی علمی دستاویز بن جائیں گی وہیں دور طالب علمی کی یادگار بھی۔

(مؤلف)

مولانا حبیب الرحمن رشادی

